۵ مقامیوں میں نشانات ۵ میل کھینچ دیے گئے؛ ۱۵ × ۵ کلومیٹر کا علاقہ ’حدِ ممنوعہ‘ قرار

محکمۂ جنگلات کے اہلکار ہتھیار بند، مویشی ضبط، ۱۲ دیہات متاثر

رپورٹ: ثمینہ ارشد لودھی

کوہ سفید کے دامن میں آباد ۱۲ دیہات کے مکین اتوار کی صبح اٹھے تو ان کے کھیتوں، چراگاہوں اور پانی کے قدرتی چشموں کے گرد سرخ رنگ کے نشانات لگے ہوئے تھے۔ کسی کو معلوم نہیں تھا کہ یہ نشانات کب لگے، کس نے لگائے اور کس بنیاد پر لگائے گئے۔ صرف اتنا معلوم تھا کہ محکمۂ جنگلات کی ایک ٹیم ہتھیار بند اہلکاروں کے ساتھ آئی تھی، اور اس کے بعد علاقے کے ۵ مقامیوں میں نشانات کے گرد ۵ میل لمبی لکیریں کھینچ دی گئی تھیں۔ ان لکیروں کے اندر آنے والے ہر شخص، مویشی اور گاڑی کو روکا جا سکے گا۔

اس علاقے کو اب ’حدِ ممنوعہ‘ کہا جا رہا ہے۔ اس کا رقبہ تقریباً ۱۵ × ۵ کلومیٹر بنتا ہے۔ یہ علاقہ ۱۲ دیہات کے ۳۱۰ خاندانوں کی روزی سے براہِ راست جڑا ہوا ہے۔ یہاں کے لوگ گرمیوں میں اپنے مویشی اوپر کی چراگاہوں میں لے جاتے ہیں، جنگل سے ایندھن اور جڑی بوٹیاں جمع کرتے ہیں، اور بارش کے موسم میں پانی کے قدرتی چشموں پر انحصار کرتے ہیں۔ نشانات لگنے کے بعد ان سب کاموں پر عملاً روک لگ گئی ہے۔

محکمۂ جنگلات کے ڈویژنل افسر (ڈی ایف او) کامران یوسف زئی نے پیر کی صبح پریس کانفرنس میں کہا کہ یہ اقدام ’عارضی‘ ہے اور ’جنگل کی بحالی‘ کے لیے ضروری تھا۔ ان کے مطابق گزشتہ ۴ برسوں میں سیٹلائٹ تصاویر سے ظاہر ہوا ہے کہ اس علاقے میں درختوں کی تعداد میں ۱۸ فیصد کمی آئی ہے، اور اگر مویشیوں کا دباؤ کم نہ کیا گیا تو ’۷ برس میں یہ جنگل صرف نام کا رہ جائے گا‘۔ انہوں نے کہا کہ ’ہم لوگوں کو سزا دینے نہیں آئے، ہم جنگل کو بچانے آئے ہیں‘۔

لیکن مقامی لوگوں کا کہنا ہے کہ انہیں نہ تو پیشگی اطلاع دی گئی اور نہ ہی کسی سے مشورہ کیا گیا۔ گاؤں بیلا کوٹ کے نمبردار حاجی نور داد کھوسو نے کہا کہ ’ہمارے بزرگ یہ جنگل لگا کر گئے تھے، ہم نے اسے کاٹا نہیں، ہم اس کے محافظ ہیں، دشمن نہیں‘۔ ان کا کہنا تھا کہ اگر نشانات ہٹائے نہ گئے تو ۱۵ مارچ کو ایک جرگہ بلایا جائے گا جس میں تمام دیہات کے نمائندے شریک ہوں گے۔

ڈی ایف او کامران یوسف زئی نے بتایا کہ ۱۲ رکنی ٹیم ہر ۱۰ دن بعد علاقے کا دورہ کرے گی اور ہر خلاف ورزی پر پہلے تحریری انتباہ، پھر ۵ ہزار روپے جرمانہ اور تیسری بار مویشی ضبط کیے جائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ ’ہم چاہتے ہیں کہ لوگ خود اس جنگل کے نگران بنیں، اس کے لیے ہم ۱۲ دیہات میں ۴۰ مقامی نوجوانوں کو بطور ’جنگل دوست‘ بھرتی کر رہے ہیں‘۔ ان نوجوانوں کو ماہانہ ۱۸ ہزار روپے وظیفہ دینے کی تجویز ہے، جو ابھی منظوری کے مرحلے میں ہے۔

تاہم یہ وعدہ بہت سے لوگوں کو مطمئن نہیں کر سکا۔ گاؤں ڈھوک سرمئی کے ۶۲ سالہ کاشتکار غلام سرور نے کہا کہ ’ہمیں نوکری نہیں چاہیے، ہمیں اپنی زمین اور اپنا پانی چاہیے‘۔ ان کے بقول چشمے کے گرد لگائے گئے نشانات کی وجہ سے ان کی بکریاں پیاسی واپس آ رہی ہیں۔ ’اگر ہمیں پانی نہیں ملے گا تو ہم کیا کریں گے، یہ بھی بتا دیں‘۔

ماہرین کا کہنا ہے کہ ایسے اقدامات اسی وقت کامیاب ہوتے ہیں جب مقامی لوگوں کو فیصلہ سازی میں شریک کیا جائے۔ ماحولیاتی تجزیہ کار ڈاکٹر فرحانہ ناز لودھی نے کہا کہ ’جنگل کو بچانا ضروری ہے، لیکن اگر لوگوں کو دشمن بنا کر یہ کام کیا گیا تو نتائج الٹے نکلیں گے‘۔ ان کے مطابق ’مشترکہ نگرانی‘ کا ماڈل دنیا کے کئی حصوں میں کامیاب رہا ہے اور اسے آزمانے میں کوئی حرج نہیں۔

ڈی ایف او نے کہا کہ ’حدِ ممنوعہ‘ کے نشانات ۱۵ مارچ تک ہٹا لیے جائیں گے، بشرطیکہ اس دوران کوئی نئی خلاف ورزی سامنے نہ آئے۔ ان کا کہنا تھا کہ ’ہم ضد میں نہیں آئے، ہم مدد کے لیے آئے ہیں‘۔ تاہم انہوں نے خبردار کیا کہ اگر کسی نے نشانات کو نقصان پہنچایا یا لکیر عبور کی تو اس پر ۱۰ ہزار روپے جرمانہ عائد کیا جائے گا۔

۱۲ دیہات کے مویشی ۵ مقامیوں میں نشانات، ۵ میل باڑہ، ۵ × ۱۵ کلومیٹر کا علاقہ ’حدِ ممنوعہ‘ قرار

محکمۂ جنگلات کے اہلکار ہتھیار بند، ۳۱۰ خاندانوں کا روزگار متاثر، ۱۵ مارچ تک نشانات ہٹانے کا مطالبہ

رپورٹ: ثمینہ ارشد لودھی

کوہ سفید کے دامن میں آباد ۱۲ دیہات کے مکین اتوار کی صبح اٹھے تو ان کے کھیتوں، چراگاہوں اور پانی کے قدرتی چشموں کے گرد سرخ رنگ کے نشانات لگے ہوئے تھے۔ کسی کو معلوم نہیں تھا کہ یہ نشانات کب لگے، کس نے لگائے اور کس بنیاد پر لگائے گئے۔ صرف اتنا معلوم تھا کہ محکمۂ جنگلات کی ایک ٹیم ہتھیار بند اہلکاروں کے ساتھ آئی تھی، اور اس کے بعد علاقے کے ۵ مقامیوں میں نشانات کے گرد ۵ میل لمبی لکیریں کھینچ دی گئی تھیں۔ ان لکیروں کے اندر آنے والے ہر شخص، مویشی اور گاڑی کو روکا جا سکے گا۔

اس علاقے کو اب ’حدِ ممنوعہ‘ کہا جا رہا ہے۔ اس کا رقبہ تقریباً ۱۵ × ۵ کلومیٹر بنتا ہے۔ یہ علاقہ ۱۲ دیہات کے ۳۱۰ خاندانوں کی روزی سے براہِ راست جڑا ہوا ہے۔ یہاں کے لوگ گرمیوں میں اپنے مویشی اوپر کی چراگاہوں میں لے جاتے ہیں، جنگل سے ایندھن اور جڑی بوٹیاں جمع کرتے ہیں، اور بارش کے موسم میں پانی کے قدرتی چشموں پر انحصار کرتے ہیں۔ نشانات لگنے کے بعد ان سب کاموں پر عملاً روک لگ گئی ہے۔

محکمۂ جنگلات کے ڈویژنل افسر (ڈی ایف او) کامران یوسف زئی نے پیر کی صبح پریس کانفرنس میں کہا کہ یہ اقدام ’عارضی‘ ہے اور ’جنگل کی بحالی‘ کے لیے ضروری تھا۔ ان کے مطابق گزشتہ ۴ برسوں میں سیٹلائٹ تصاویر سے ظاہر ہوا ہے کہ اس علاقے میں درختوں کی تعداد میں ۱۸ فیصد کمی آئی ہے، اور اگر مویشیوں کا دباؤ کم نہ کیا گیا تو ’۷ برس میں یہ جنگل صرف نام کا رہ جائے گا‘۔ انہوں نے کہا کہ ’ہم لوگوں کو سزا دینے نہیں آئے، ہم جنگل کو بچانے آئے ہیں‘۔

لیکن مقامی لوگوں کا کہنا ہے کہ انہیں نہ تو پیشگی اطلاع دی گئی اور نہ ہی کسی سے مشورہ کیا گیا۔ گاؤں بیلا کوٹ کے نمبردار حاجی نور داد کھوسو نے کہا کہ ’ہمارے بزرگ یہ جنگل لگا کر گئے تھے، ہم نے اسے کاٹا نہیں، ہم اس کے محافظ ہیں، دشمن نہیں‘۔ ان کا کہنا تھا کہ اگر نشانات ہٹائے نہ گئے تو ۱۵ مارچ کو ایک جرگہ بلایا جائے گا جس میں تمام دیہات کے نمائندے شریک ہوں گے۔

ڈی ایف او نے کہا کہ ۱۲ رکنی ٹیم ہر ۱۰ دن بعد علاقے کا دورہ کرے گی اور ہر خلاف ورزی پر پہلے تحریری انتباہ، پھر ۵ ہزار روپے جرمانہ اور تیسری بار مویشی ضبط کیے جائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ ’ہم چاہتے ہیں کہ لوگ خود اس جنگل کے نگران بنیں، اس کے لیے ہم ۱۲ دیہات میں ۴۰ مقامی نوجوانوں کو بطور ’جنگل دوست‘ بھرتی کر رہے ہیں‘۔ ان نوجوانوں کو ماہانہ ۱۸ ہزار روپے وظیفہ دینے کی تجویز ہے، جو ابھی منظوری کے مرحلے میں ہے۔

تاہم یہ وعدہ بہت سے لوگوں کو مطمئن نہیں کر سکا۔ گاؤں ڈھوک سرمئی کے ۶۲ سالہ کاشتکار غلام سرور نے کہا کہ ’ہمیں نوکری نہیں چاہیے، ہمیں اپنی زمین اور اپنا پانی چاہیے‘۔ ان کے بقول چشمے کے گرد لگائے گئے نشانات کی وجہ سے ان کی بکریاں پیاسی واپس آ رہی ہیں۔ ’اگر ہمیں پانی نہیں ملے گا تو ہم کیا کریں گے، یہ بھی بتا دیں‘۔

ماہرین کا کہنا ہے کہ ایسے اقدامات اسی وقت کامیاب ہوتے ہیں جب مقامی لوگوں کو فیصلہ سازی میں شریک کیا جائے۔ ماحولیاتی تجزیہ کار ڈاکٹر فرحانہ ناز لودھی نے کہا کہ ’جنگل کو بچانا ضروری ہے، لیکن اگر لوگوں کو دشمن بنا کر یہ کام کیا گیا تو نتائج الٹے نکلیں گے‘۔ ان کے مطابق ’مشترکہ نگرانی‘ کا ماڈل دنیا کے کئی حصوں میں کامیاب رہا ہے اور اسے آزمانے میں کوئی حرج نہیں۔

ڈی ایف او نے کہا کہ ’حدِ ممنوعہ‘ کے نشانات ۱۵ مارچ تک ہٹا لیے جائیں گے، بشرطیکہ اس دوران کوئی نئی خلاف ورزی سامنے نہ آئے۔ ان کا کہنا تھا کہ ’ہم ضد میں نہیں آئے، ہم مدد کے لیے آئے ہیں‘۔ تاہم انہوں نے خبردار کیا کہ اگر کسی نے نشانات کو نقصان پہنچایا یا لکیر عبور کی تو اس پر ۱۰ ہزار روپے جرمانہ عائد کیا جائے گا۔

##